*مسئلہ نمبر(298) بسم اللہ الرحمن الرحیم*

*عنوان فتوی:*
*نمازی کے سامنے سے گزرنے کا ہر پہلو کی تحقیق، اور احکام سترہ احادیث اور فقہ کی روشنی میں*

نمازی کے سامنے سے گزرنے والے پر سخت وعید والی حدیث
حرم شریف کے علاوہ جس حدیث شریف میں نمازی کے سامنے سے گذرنے والے پر سخت وعید آئی ہے وہ حدیث یہ ہے۔

عن یسر بن سعید أن زید بن خالد أرسله إلى أبي جهيم ليسأله فإذا سمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم في المار بين يدي المصلى فقال أبوجهيم: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لو يعلم المار بين يدي المصلى فماذا عليه لكان أن يقف أربعين خيرا له من أن يمر بين يديه"

(صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب اثم المار بین یدی المصلی، النسخة الهندية ۷۳/۱، رقم: ۵۰۳، ف ۵۱۰،

*ایضا: فی مشکوۃ المصابیح:*
(۱/۷۴)

اور وہ حدیث جس میں حرم شریف میں گذرنے کی اجازت ہے وہ حدیث یہ ہے:

عن المطلب بن أبي وداعة رضى الله تعالى عنه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا فرغ من سعيه جاء حتى يحاذى بالركن فصلى ركعتين فى حاشية المطاف وليس بينه وبين الطواف أحد بعد قال ابن ماجه: هذا بمكة خاصة۔

(باب الركعتين بعد الطواف، النسخة الهندية ۱۲۱۲/۲، رقم: ۲۹۵۸، ط: دارالعلوم)

*ایضافی سنن نسائی:*

(باب الرخصة فى المرور بين يدى المصلى ۳۱/۲، رقم: ۲۹۶۲، ط: دارالسلام)

(فتاوی قاسمیہ ٤/٢٠٦)

*نمازی کے سامنے سے گزرنا*
*اس میں چار صورتیں ہیں*

*(پہلی صورت)*
اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں گزرنے والے کے لیے کوئی رُکاوٹ نہ ہو، یعنی اُس کے لیے نمازی کے سامنے کے بجائے، دوسری طرف سے گزرنا ممکن ہو، اس کے باوجود وہ نمازی کے سامنے سے گزرے، تو اس صورت میں گناہ صرف گزرنے والے پر ہوگا، نمازی گناہ گار نہیں ہوگا۔

*(دوسری صورت)*

اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز کی نیت باندھ لے، جو گزرنے والے کا راستہ ہو، اور اُس کے لیے گزرنے کا کوئی متبادل راستہ نہ ہو، مثلاً: اِقامتِ جماعت کے وقت کوئی شخص مسجد کے عین دروازے پر نیت باندھ لے، تو ایسی صورت میں صرف نمازی گناہ گار ہوگا، گزرنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

*(تیسری صورت)*
اگر کسی نمازی شخص نے عام گزرگاہ پر نماز کی نیت باندھ لی، اور گزرنے والے کے لیے اُس کے سامنے کے بجائے، دوسرا راستہ اختیار کرنا ممکن تھا، لیکن اِس کے باوجود وہ نمازی کے سامنے سے گزرے، تو ایسی صورت میں دونوں گناہ گار ہوں گے۔

*(چوتھی صورت)*
اگر نمازی شخص نے ایسی جگہ نماز کی نیت باندھی، جو عام گزرگاہ نہیں ہے، لیکن اگر گزرنے والے کو کسی وجہ سے، اُس کے سامنے سے گزرنا، ناگزیر (ضروری) ہوگیا، تو ایسی صورت میں دونوں میں سے کسی پر بھی گناہ نہیں ہوگا۔

*ولما فی "رد المحتار":*

قال فی الحلیة: وقد أفاد بعض الفقهاء أن هنا صورًا: الاولی: أن یکون للمار مندوحة عن المرور بین یدی المصلی ولم یتعرض المصلی لذلك، فیختص المار بالإثم إن مر۔ الثانیة: مقابلتها: وهی أن یکون المصلی تعرض للمرور، والمار لیس له مندوحة عن المرور، فیختص المصلی بالإثم دون المار۔

الثالثة: أن يتعرض المصلی للمرور ويكون للمار مندوحة فيأثمان، أما المصلی فلتعرضه، وأما المار فلمروره مع إمكان أن لا يفعل۔

الرابعة: أن لا يتعرض المصلی ولا يكون للمار مندوحة فلا يأثم واحد منهما، كذا نقله الشيخ تقی الدين بن دقيق العيد رحمه الله تعالی۔ (۶۳۵/۱، ط: دارالفكر)

*ولما فی الموسوعة الفقهية:*

(۱۸۵/۲۴، أثر المرور بين يدی المصلی فی قطع الصلاۃ)

(چند اہم عصری مسائل: ۱۵۲/۲، ۱۵۳)

*حدث لاحق ہونے کی وجہ سے نمازیوں کے سامنے سے گذرنا*

نمازی کے سامنے سے غیر نمازی کا گذرنا منع ہے، نمازی کا گذرنا منع نہیں ہے اور جس کو حدث لاحق ہوتا ہے وہ داخل صلوۃ ہوتا ہے، اس کا نمازیوں کے سامنے سے گذرنا منع نہیں ہے؛ اس لئے صفوں کو چیرتے ہوئے نکلنے سے سامنے سے گذرتے ہوئے نکلنا بہتر ہے۔

*لما فی سنن ابن ماجه:*

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من أصابه قيئ، أو رعاف، أو قلس أو مذی، فلينصرف فليتوضأ، ثم ليبن علی صلاته وهو ذلك لا يتكلم۔

(إقامة الصلاۃ، والسنة، باب ماجاء فی البناء علی الصلاۃ، النسخة الهندية ۸۵، رقم: ۱۲۲۱، ط: دارالفكر)

*ولما في الموطأ للإمام مالك رحمه الله تعالى:*

عن يزيد بن عبد الله قسيط الليثي: أنه رأى سعيد بن المسيب رعف وهو يصلي فأتى حجرة أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم فأتى بوضوء فتوضأ، ثم رجع فبنیٰ على ما قد صلى۔

(كتاب الطهارة، ۱۰، باب ما جاء في الرعاف ۲۰، رقم: ۴۶-۴۷-۴۸)

(احسن الفتاوی ۳/ ۲۹۷)

(فتاوی قاسمیہ ۵٦۸/۷)

*سلامِ اول کے بعد نمازی کے سامنے سے گزرنا*

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنا واجب ہے، اس لیے پہلے سلام کے بعد دوسرے سلام سے پہلے نمازی کے سامنے سے گزرنا مکروہ ہے، اُن کا یہ قول غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ پہلے سلام کے بعد نمازی کے سامنے سے گزرنا شرعاً درست ہے، اِس لیے کہ دونوں سلام اگرچہ واجب ہیں، لیکن نماز پہلے سلام ہی پر ختم ہوجاتی ہے، بلکہ ''علیکم'' کہنے سے پہلے لفظِ ''السلام'' سے ہی نماز ختم ہوجاتی ہے،اِسی وجہ سے اگر کوئی شخص پہلے سلام کے بعد اقتدا کرے، تو اُس کی اقتدا صحیح نہیں ہوتی۔

*ولما في ''الدر المختار مع رد المحتار'':*

( ولفظ السلام ) مرتين ، فالثاني واجب على الاصح ۔ برهان ۔ دون عليكم ، وتنقضي قدوة بالاول قبل عليكم على المشهور عندنا ۔ ( در مختار )

قال العلامه ابن عابدين الشامي رحمه:

قوله: ( وتنقضي قدوة بالاول ) أي بالسلام الاول ۔ قال في التجنيس: الإمام إذا فرغ من صلوته ، فلما قال: السلام ، جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول عليكم لا يصير داخلا في صلوته ؛ لان هذا سلام ۔

( ١٦٢/٢، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب لا ينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية ، ط: زكريا ديوبند )

( چند اہم عصری مسائل: ١٥٦/٢ )

( المسائل المهمه ٨٥/١٠ )

*کیا سجدہ کی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے؟*

جس طرح قیام کی حالت میں نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے، اسی طرح سجدے کی حالت میں بھی گزرنا منع ہے، دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

*ولما في بدائع الصنائع:*

ويكره للمار ان يمر بين يدي المصلي ( ٢١٧/١ )

( آپکے مسائل اور انکا حل ٥٢٨/٣ )

*نمازی کے عین سامنے بیٹھے شخص کا اپنی جگہ سے اٹھنا؟*
اگر آپ کسی نمازی کے بالکل سامنے بیٹھے ہیں، تو اگر اپنی جگہ سے ہٹ جائیں اِس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں گزرنا نہیں پایا گیا۔

*ولما فی الفتاویٰ التاتارخانیة:*

أن المرور بین یدی المصلی مکروہ، والمار آثم۔

(۲/۲۸۴ رقم: ۲۴۳۱، ط: زکریا)

*ولما فی ردالمحتار:*

۲/۴۰۳، ط: زکریا)

(کتاب النوازل ۱۷/۲۷۷)

*امام صاحب کا نمازی کے سامنے منہ کرکے بیٹھنا جائز نہیں۔*
نمازی کے سامنے اس کی طرف منہ کرکے بیٹھنا جائز نہیں، اور نمازی کے سامنے سے اُٹھ کر چلے جانا جائز ہے۔

*ولما فی بدائع الصنائع:*

ولکنه یستقبل القوم بوجهه ان شاء ان لم یکن بحذائه احد یصلی.....الخ (۱/۱۵۹)

(آپ کے مسائل اوران کاحل ۳/٤٦٣، جدید)

*احکام سترہ*

*نماز میں سترہ کا راز*

اس میں بھید یہ ہے کہ نماز شعائرِ الٰہی میں سے ہے اور اس کی تعظیم واجب ہے اور چونکہ نماز اس حالت کے ساتھ تشبیہ مراد ہے جو غلام کو اپنے مولا کے سامنے سکون اور خاموشی کے ساتھ خدمت کے لیے کھڑے ہوتے وقت ہوا کرتی ہے، اس واسطے نماز کی ایک تعظیم یہ بھی مقرر کی گئی ہے کہ کوئی گزرنے والا نمازی کے سامنے ہو کر نہ گزرے، کیوں کہ آقا اور اس کے غلاموں کے درمیان سے جو اس کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں گزرنا سخت بے ادبی ہے۔ چناں چہ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

إن أحدكم إذا قام في الصلاة، فإنما يناجي ربه بينه وبين القبلة۔

یعنی تم میں سے جب کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے عرض معروض کرتا ہے جو کہ اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔

نیز نمازی کے سامنے گزرنے سے اس کا دل اکثر بٹ جاتا ہے، اسی واسطے نمازی کو استحقاق ہے کہ آگے سے گزرنے والے کو ہٹا دے۔ پس ان دونوں حکمتوں سے سترہ مقرر کیا گیا، تاکہ اس کے باہر سے گزرنے میں ان دونوں خرابیوں سے حفاظت رہے۔ اسی کو آں حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

إذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل فليصل، ولا يبال بمن مر وراء ذلك۔

(صحیح مسلم،الصلاۃ ، باب سترۃ المصلی النسخۃ الهندیہ ۱۹۵/۱،رقم:۴۹۹،ط:بیت الأفکار)

ترجمہ: تم میں سے جب کوئی اپنے سامنے کجاوے کے پشتے کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو پھر وہ نماز پڑھتا رہے اور اس سے پرے کو جو کوئی گزرے اس کی کچھ پروا نہ کرے۔

اس میں بھید یہ ہے کہ چوں کہ مطلق گزرنے سے ممانعت کرنے میں حرجِ عظیم تھا۔ اس واسطے آپ نے سترہ کے کھڑا کرنے کا حکم دیا، تاکہ ظاہر میں نماز کی زمین دوسری زمین سے علیحدہ ہوجاوے اور اس علیحدگی کے سبب پاس سے گزرنا بھی طبعاً ایسا ہی سمجھا جاوے جیسے دور سے گزرنا۔
(احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص:۱۰۰)

*سترہ کی شرعی حیثیت اور شرائط*
سترہ کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عام گذرگاہ پر نماز پڑھ رہا ہے تو سترہ گاڑنا واجب ہے ، اور سترہ نہ گاڑنے کی صورت میں گنہگار ہوگا ، اور اگر عام گذر گاہ نہ ہو تو سترہ مستحب ہے ، اور اس کے شرائط یہ ہیں کہ اس کی لمبائی ایک ذراع اور موٹائی انگلی کے برابر ہو اور نمازی سترہ سے قریب ہو اور سترہ بالکل سامنے نہ ہو بلکہ دائیں آنکھ یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے اور امام کا سترہ مقتدیوں کیلئے بھی کافی ہے ۔

*لما فی صحیح مسلم:*

عن موسى بن طلحة ،عن أبيه ،قال: قال رسول الله ﷺ: إذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل فليصل،ولا يبال من مروراء ذلك۔

(الصلاۃ ،باب سترۃ المصلی النسخۃ الهنديه ۱۹۵/۱،رقم:۴۹۹،ط:بيت الافكار)

*ولما فی سنن أبي داؤد:*

عن سهل بن أبي حصمة ،يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم ،قال: إذا صلى أحدكم إلى سترة فليدن منها ،لا يقطع الشيطان عليه صلاته۔

(الصلاة ،باب الدنو من السترة ،النسخة الهنديه١٠١/١،رقم:٦٩٥،ط:دار السلام)

*وایضا فی سنن أبي داؤد:*

عن ضباعة بنت المقداد بن الاسود،عن أبيها،قال: ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ،يصلي إلى عود ،ولا عمود ،ولا شجرة إلا جعله على حاجبه الايمن،أو الايسر،ولا يصمد له صمداً۔(الصلاة ،باب إذا صلى إلى سارية أو نحوها أين يجعلها منه النسخة الهنديه١٠٠/١،رقم:٦٩٣،ط:دار السلام)

*ولما فی المعجم الكبير للطبرانی:*

(٢٥٩/٢٠،رقم:٦١٠،ط:دار احياء التراث العربي)

*ولما فی صحيح البخاری:*

عن عون بن أبي جحيفة ،قال: سمعت أبي ،أن النبي صلى الله عليه وسلم ،صلى بهم بالبطحاء وبين يديه عنزة ،الظهر ركعتين،والعصر ركعتين ،تمر بين يديه المرأة والحمار۔

(الصلاة،باب سترة الإمام سترة من خلفه ،٧١/١،رقم:٤٨٩،ف:٤٩٥،النسخة الهنديه)

*ولما فی صحیح مسلم:*

الصلاة ، باب سترة المصلی ۱۹۶/۱، رقم: ۵۰۳، ط: بیت الافکار، النسخة الهندیه )

*ولما فی الفقه علی المذاهب الاربعة:*

علی أن الحنفیة ، والمالکیة الذین یقولون: إن اتخاذ السترة مندوب أهل من السنة فإنهم یقولون: إذا صلی شخص فی طریق الناس بدون سترة ، ومر أحد بین یدیه یأثم لعدم احتیاطه بصلاته فی طریق الناس ۔ ( ۲۷۰/۱، ط: دارالفکر )

*ولما فی بدائع الصنائع:*

أدناه طول ذراع کی لا یحتاج إلی الدرء ( ۲۱۷/۱ ، ط: دارالکتب العلمیه بیروت )

*ولما فی الهدایه:*

ینبغی أن یکون فی غلظ الإصبع ویقرب من السترة ویجعل السترة علی حاجبه الایمن أو علی الایسر، وسترة الإمام سترة للقوم۔

( ۱۳۸/۱، باب مایفسد الصلوٰة ، ومایکره فیها اشرفی دیوبند )

*ولما فی شرح النقایه:*

(۹۶/۱، کتاب الصلاۃ، فصل فیما یفسد الصلاۃ، وما یکرہ فیھا، اعزازیہ دیوبند)

(فتاوی قاسمیہ ٣٢/٦)

*سترے کی جگہ اپنا عصا یا رومال نمازی کے سامنے کردینا*

بعض حضرات ’’عصا‘‘ لے کر چلتے ہیں، وہ اپنا عصا نمازی کے سامنے رکھ کر آگے سے گزر جاتے ہیں، اور پھر اپنا عصا بھی ساتھ میں لے جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ اپنا ’’رومال‘‘ نمازی کے سامنے کردیتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ اِس صورت کے بارے میں علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کتاب میں اِس کا حکم نہیں ملا، البتہ مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ- بظاہر اِس کے جواز میں کوئی مانع نہیں ہے، لہٰذا بوقتِ ضرورت اِس کی گنجائش ہے۔

*ولما فی "رد المحتار":*

قال: وإذا كان معه عصًا لا تقف على الارض بنفسها، فأمسكها بيده، ومر من خلفها هل يكفی ذلك؟ لم أره۔ (۴۰۱/۱)

(احسن الفتاویٰ: ۴۱۰/۴)

چند اهم عصری مسائل: ۱۵۶، ۱۵۵/۲)

(المسائل المهمه ٨٤/١٠)

*بجائے سترہ کسی شخص کو نمازی کے سامنے کھڑا کرنا*

بعض لوگ کسی دوسرے آدمی کو نمازی کے سامنے کھڑا کردیتے ہیں ، اور گزر جاتے ہیں ، اور پھر وہ سامنے کھڑا ہونے والا بھی ہٹ جاتا ہے۔اِس صورت کی بھی حضراتِ فقہائے کرام نے اجازت دی ہے۔

*ولما فی "الموسوعة الفقهية":*

اتفق الفقهاء على أنه يصح أن يستتر المصلى بكل ما انتصب من الاشياء كالجدار والشجر والاسطوانة والعمود ،أو بما غرز كالعصا والرمح والسهم وما شاكلها ،وينبغى أن يكون ثابتًا غير شاغل للمصلى عن الخشوع۔

(۱۷۸/۲۴،مايجعل سترة )

*ولما فی "حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح":*

وشمل كل ما انتصب كإنسان قائم أو قاعد أو دابة كما فى القهستانى والحلبى ،وجوز فى القنية بظهر الرجل ، ومنع بوجهه۔

(۲۰۰/۱،۲۰۱ ،فصل فى اتخاذ السترة ،ط: مصطفى الحلبى )

*ولما فی "الموسوعة الفقهية":*

فقال الحنفية والمالكية : يصح أن يستتر بظهر كل رجل قائم أو قاعد ،لا بوجهه ،ولا بنائم۔ (۱۷۹/۲۴، الاستتار بالآدمى )

*ولما فی "رد المحتار":*

ولو مر إثنان يقوم أحدهما أمامه، ويمر الآخر، ويفعل الآخر هكذا يمران۔ كذا في القنية۔ (۲/۴۰۱)

(چند اهم عصری مسائل:۱۵۵/۲)

(المسائل المهمه۱۰/۸۲)

*امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔*

امام کے آگے سترہ ہو، تو یہ مقتدی کو بھی کافی ہوگا،ایسی صورت میں امام کے پیچھے جو مقتدی حضرات ہیں، ان کے آگے سے نکلنا جائز ہے ۔

*ولما فی صحیح البخاری:*

عن عون بن أبي جحيفة، قال: سمعت أبي: أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى بهم بالبطحاء وبين يديه عنزة، الظهر ركعتين، والعصر ركعتين، تمر بين يديه المرأة والحمار.

(۷۱/۱، رقم الحديث: ۴۹۵، كتاب الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ط: البدر- ديوبند)

*ولما فی الصحیح لمسلم:*

۱، ۱۹۵-۱۹۶، رقم الحديث: ۲۵۲-(۵۰۳)، كتاب الصلاة، باب سترة المصلي، ط: البدر- ديوبند)

*ولما فی الهداية فی شرح بداية:*

"وسترة الإمام سترة للقوم" لانه عليه الصلاة والسلام صلى ببطحاء مكة إلى عنزة ولم يكن للقوم سترة".

(١/١٣٩، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: ياسر نديم، ديوبند)

*ولما في رد المحتار على الدر المختار:*

٢/٤٠٣-٤٠٤، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: زكريا، ديوبند)

*ولما في مجمع الانهر في شرح ملتقى الابحر:*

(وسترة الإمام مجزئة) أي كافية (عن القوم) وإن كان مسبوقا كما هو ظاهر الاحاديث الثابتة في الصحيحين من الاقتصار على سترته - عليه الصلاة والسلام - وهي سترة للقوم.

(١/١٢٢، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: دار إحياء التراث العربي)

*صفوں کے درمیان بطور سترہ کے منتقلی اسٹینڈ کھڑا کرنا؟*

کے معنی "آڑ" کے آتے ہیں، اب اگر یہ چھڑی کے مانند کھڑی کی جانے والی کوئی چیز ہے، تو اس کی اونچائی کم از کم ایک ذراع (تقریباً ڈیڑھ فٹ) ہونی چاہئے، اور احوط یہ ہے کہ موٹائی ایک انگلی کے بقدر ہو، اور اگر یہ لکڑی وغیرہ کا بنایا ہوا فریم ہے تو یہ پورا فریم خواہ ٹھوس ہو یا درمیان میں سلاخوں سے بنایا گیا ہو، شئ واحد کے حکم میں ہے، اگر یہ ڈیڑھ فٹ کے بقدر اونچا ہے تو سترہ کے لئے کافی ہے، اس کی موٹائی اگرچہ ایک انگلی سے کم ہو تب بھی کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ سترہ "آڑ" کا مفہوم اس میں پوری

طرح پایا جارہا ہے؛ لہٰذا سوال نامہ میں سترہ کی جو دونوں شکلیں لکھی ہیں، ان میں صرف اونچائی کا لحاظ رکھا جائے گا، پس اگر وہ ایک ذراع کے بقدر اونچے ہیں، تو مساجد میں سترہ کے طور پر ان کا استعمال بلاشبہ درست ہے۔

*ولما في صحيح مسلم:*

عن موسىٰ بن طلحة عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل، فيصل ولا يبال من مرّ وراء ذٰلك۔

(كتاب الصلاة / باب سترة المصلى ١/١٩٥ رقم: ٤٩٩)

*ولما في رد المحتار:*

ويغرز الإمام وكذا المنفرد سترة بقدر ذراع طولاً وغلظ إصبع۔ (٢/٤٠٢، ط: زكريا)

*ولما في شرح الوقاية:*

أن المستحب أن يكون مقدارها ذراعاً فصاعداً - إلى قوله - واختلفوا في مقدار غلظها ففي الهداية:

وينبغي أن تكون في غلظ الإصبع؛ لان ما دونه لا يبدو للناظر وكان مستنده ما رواه الحاكم مرفوعاً استتروا في صلاتكم ولو بسهم، ويشكل عليه ما رواه الحاكم عن أبي هريرة مرفوعاً يجزئ من السترة قدر مؤخرة الرحل ولو بدقة شعرة، ولهٰذا جعل بيان الغلظ في البدائع قولاً ضعيفاً، وأنه لا اعتبار بالعرض وظاهره أنه المذهب۔ (١/١٩٥)

*ولما في ردالمحتار:*
(۲,۳۹۸،ط:زکریا)
ولما في البحر الرائق:
(۲,۱۷،ط:کوئٹہ)
(فتاویٰ محمودیہ ۱,۱۷۱ میرٹھ)
(احسن الفتاویٰ ۳,۴۱۰)
(کتاب النوازل٤/٢٧٧)فقط.
واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بالصواب
✍️ *امیرزمان*
فاضل:جامعہ اسلامیہ مخزن العلوم
شاہ کاریزلورالائی بلوچستان
مدرس:جامعہ عزیزیہ تعلیم القرآن
چھاؤنی محلہ ضلع دکی بلوچستان
19/ذوالحجہ/1444
8/جولائی/2023
نوٹ:🎤
ثواب کی نیت سے آگے بھی شئیر کریں۔